

آراء و افکار

غلام حیدر *

احترام انسانیت اور امت مسلمہ کے لیے راہ عمل

اس کرہ ارض پر بسنے والے سات ارب سے زائد انسانوں (۱) میں مسلمانوں کی تعداد دو ارب سے متجاوز ہے۔ (۲) اتنی بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود مسلمان معتبوب ہیں۔ اور دنیا کی امامت و قیادت سے بیدخل کر دیئے گئے ہیں۔ اس کی وجوہات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو اللہ رب العزت نے یہ منصب عطا کیا ہے کہ وہ پوری انسانیت کی رہنمائی کریں اور لوگوں کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر روشنی دکھائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (۳)

"تم ایک بہترین امت ہو تمہیں لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو"

آج صورتحال یہ ہے کہ مسلمان خود جہالت کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں اور روشنی سے کہہ دو در دور تک نظر نہیں آ رہی۔

سب سے پہلے اسلام کی اصل تعلیمات کو سمجھ کر ان پر عمل کرنا ہوگا اور پھر انسانیت کو ان تعلیمات کی برکات سے آگاہ کرنا ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انما مثلي و مثل امتي كمثل رجل استوقد ناراً فجعلت الدواب والفراس يقعن فيها وانا آخذ بحجزكم وانتم تقحمون فيها" (۴)

"میری اور میری امت کی حالت اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی ہو اور مختلف جانور اور پروانے اس میں گرنے کے لیے دوڑتے چلے آ رہے ہوں۔ میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ رہا ہوں اور تم اس میں گرنے پر اصرار کر رہے ہو۔"

جو لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی اس تمثیل کو ذہن میں رکھتے ہوں اور یہ جانتے ہوں کہ وہ آگ بھڑک رہی ہے جس میں دنیا کی قومیں سر کے بل گر رہی ہیں کہ جن کو کمر سے پکڑ پکڑ کر بچانا ہماری ذمہ داری ہے، وہ آخر اس

* شعبہ اسلامیات، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد۔

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۷) نومبر ۲۰۱۲ _____

جذبے سے کیسے خالی ہو سکتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو ہمیں لوگوں کو اس آگ میں گرنے سے بچانا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو آخرت کے لئے لٹا دیا ہے یعنی اسے لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے۔

آج کی دنیا اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں غلط فہمیوں اور شکوک و شبہات کا شکار ہے۔ یہ غلط فہمیاں اور شکوک و شبہات ختم کرنے یا کم کرنے میں مسلمان ناکام ہوئے ہیں جس کی وجہ سے سات ارب سے زائد انسان دلدل میں پھنستے جا رہے ہیں۔ احترام انسانیت دور حاضر کا نہ صرف ایک اہم مسئلہ ہے بلکہ ایک چیلنج بن گیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تکریم انسانیت کے بارے میں اسلام کی تعلیمات کو سمجھا جائے تاکہ دنیا میں سکون کا گہوارہ بن سکے۔ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے اور دوسروں کو بھی امن و عافیت کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام کے دین امن و سلامتی ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بھیجے ہوئے دین کے لیے نام ہی "اسلام" پسند کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (۵)

”اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین (یعنی مکمل نظام حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔“

لفظ اسلام سَلَمَ یا سَلِمَ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی امن و سلامتی اور خیر و عافیت کے ہیں۔ اسلام اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے سراسر امن ہے۔ گویا امن و سلامتی کا معنی لفظ اسلام کے اندر ہی موجود ہے۔ لہذا اپنے معنی کے اعتبار سے ہی اسلام ایک ایسا دین ہے جو خود بھی سراپا سلامتی ہے اور دوسروں کو بھی امن و سلامتی، محبت و رواداری، اعتدال و توازن اور صبر و تحمل کی تعلیم دیتا ہے۔

قرآن و حدیث میں اگر مسلم اور مومن کی تعریف تلاش کی جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک مسلمان صرف وہ شخص ہے جو تمام انسانیت کے لیے پیکر امن و سلامتی ہو اور مومن بھی وہی شخص ہے جو امن و آشتی، تحمل و برداشت، بقا، باہمی اور احترام آدمیت جیسے اوصاف سے متصف ہو۔ یعنی اجتماعی سطح سے لے کر انفرادی سطح تک ہر کوئی اس سے محفوظ و مامون ہو۔

اسلام انسانوں کے احترام کا درس دیتا ہے اور ان کی عزت، جان اور مال کو محترم سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں ارشاد فرمایا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا (۶)

”جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے کی سزا) کے (بغیر، ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے کسی کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔“

مندرجہ بالا آیت میں مسلم اور غیر مسلم کی تخصیص کے بغیر انسانی جان کی قدر و قیمت بیان کی گئی ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی (م: ۱۹۷۹ء) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

”دنیا میں نوع انسانی کی زندگی کا بقا منحصر ہے اس پر کہ ہر انسان کے دل میں دوسرے انسانوں کی جان کا احترام

موجود ہوا اور ہر ایک دوسرے کی زندگی کے بقا و تحفظ میں مددگار بننے کا جذبہ رکھتا ہو۔ جو شخص ناحق کسی کی جان لیتا ہے وہ صرف ایک ہی فرد پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ اس کا دل حیات انسانی کے احترام سے اور ہمدردی نوع کے جذبہ سے خالی ہے، لہذا وہ پوری انسانیت کا دشمن ہے، کیونکہ اس کے اندر وہ صفت پائی جاتی ہے جو اگر تمام افراد انسانی میں پائی جائے تو پوری نوع کا خاتمہ ہو جائے۔ اس کے برعکس جو شخص انسان کی زندگی کے قیام میں مدد کرتا ہے وہ درحقیقت انسانیت کا حامی ہے۔ کیونکہ اس میں وہ صفت پائی جاتی ہے جس پر انسانیت کے بقا کا انحصار ہے۔“ (۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر پوری نسل انسانی کو عزت، جان اور مال کا تحفظ فراہم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"فان دماءکم و اموالکم و اعراضکم علیکم حرام، کحرمة یومکم هذا، فی بلدکم هذا، فی شہرکم هذا" (۸)

”بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینے میں (مقرر کی گئی) ہے۔“

لہذا کسی بھی انسان کو ناحق قتل کرنا، اس کا مال لوٹنا اور اس کی عزت پر حملہ کرنا یا اس کی تذلیل کرنا دوسروں پر حرام ہے۔ اسلام قومی اور بین الاقوامی معاملات میں امن و رواداری کا درس دیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی مواقع پر غیر مسلموں کے نمائندے آئے، لیکن آپ نے ہمیشہ ان سے خود بھی حسن سلوک فرمایا اور صحابہ کرام کو بھی یہی تعلیم دی، حتیٰ کہ نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلہ کذاب کے نمائندے آئے جنہوں نے صریحاً اعتراف ارتداد کیا تھا لیکن آپ ان کے سفارتکار ہونے کے باعث ان سے حسن سلوک سے پیش آئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

انی کنت عند رسول اللہ ﷺ جالسا اذا دخل هذا (عبداللہ بن نواحة) ورجل وافد ین من عند مسیلمة۔ فقال لهما رسول اللہ ﷺ: اتشهدان انی رسول اللہ؟ فقالا له: نشهد ان مسیلمة رسول اللہ، فقال: امنت باللہ ورسولہ، لو کنت قاتلا وفداً لقتلتكما (۹)

”میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب یہ شخص (عبداللہ بن نواحة) اور ایک اور آدمی مسیلہ (کذاب) کی طرف سے سفارت کار بن کر آئے تو انہیں حضور اکرم نے فرمایا: کیا تم دونوں اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ انہوں نے (اپنے کفر و ارتداد پر اصرار کرتے ہوئے) کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلہ (معاذ اللہ) اللہ کا رسول ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (کمال برداشت اور تحمل کی مثال قائم فرماتے ہوئے ارشاد) فرمایا: میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ اگر میں سفارت کاروں کو قتل کرنے والا ہوتا تو تم دونوں کو قتل کر دیتا۔“

غور کیجئے کہ بارگاہ رسالت مآب میں مسیلہ کذاب کے پیروکاروں کے اعلانیہ کفر و ارتداد کے باوجود تحمل سے کام لیا گیا، کسی قسم کی سزا نہیں دی گئی، نہ ہی انہیں قید کیا گیا اور نہ ہی انہیں قتل کرنے کا حکم فرمایا گیا۔ صرف اس لیے کہ وہ

سفارت کا رتھے۔

اسلام میں غیر مسلموں کے مذہبی رہنماؤں کے قتل کی بھی ممانعت کی گئی ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ایک روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بہت اہم ہیں جو کہ آپ لنگر روانہ کرتے وقت فرماتے تھے:

"لا تغدروا ولا تغلوا، ولا تمثلوا، ولا تقتلوا الوالدان، ولا اصحاب الصوامع (۱۰)
"غدا ری نہ کرنا، دھوکہ نہ دینا، لعشوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور بچوں اور پادریوں کو قتل نہ کرنا"

اسلام نے دوسروں کا مال لوٹنا حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِيَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ
أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (۱۱)

"اور تم ایک دوسرے کے مال آپس میں ناحق نہ کھایا کرو اور نہ مال کو (بطور رشوت) حاکموں تک پہنچایا کرو کہ یوں
لوگوں کے مال کا کچھ حصہ تم (بھی) ناجائز طریقے سے کھا سکو حالانکہ تمہارے علم میں ہو (کہ یہ گناہ ہے)"
حضور اکرم ﷺ نے بھی دوسروں کے مال کو لوٹنا حرام قرار دیا ہے۔

فان دماء کم و اموالکم علیکم حرام (۱۲)

"بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں۔"

غیر مسلم شہریوں کی جانوں کی طرح ان کے اموال کی حفاظت بھی اسلامی ریاست پر لازم ہے۔ امام ابو
یوسف (م: ۱۸۲ھ) نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے معاہدے کی یہ شق نقل کی ہے:

ولسنجران و حاشیتها جوار الله و ذمة محمد النبي رسول الله ﷺ، على اموالهم
وانفسهم وارضهم وملتهم، و غائبهم و شاهدهم، وعشيرتهم و بيعهم، و كل
ما تحت ايديهم من قليل او كثير (۱۳)

"اللہ اور اللہ کے رسول محمد ﷺ اہل نجران اور ان کے حلیفوں کے لیے ان کے مالوں، ان کی جانوں، ان کی زمینوں،
ان کے دین، ان کے غیر موجود و موجود افراد، ان کے خاندان کے افراد، ان کی عبادت گاہوں اور جو کچھ بھی ان کے
ہاتھوں میں ہے، تھوڑا یا زیادہ، ہر شے کی حفاظت کے ضامن اور ذمہ دار ہیں"

اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کا اس قدر اہتمام کیا گیا ہے کہ ان کے اموال کی
حفاظت اتنی ہی ضروری ہے جتنی مسلمانوں کے اموال کی حتیٰ کہ اگر کوئی مسلمان ان کی شراب یا خنزیر کو تلف کر دے تو
اس پر جرمانہ لازم آئے گا۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب 'رد المحتار' میں علامہ ابن عابدین شامی (م: ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

فان اراقه رجل او قتل خنزيره ضمن (۱۴)

پھر اگر کوئی شخص اس (زنی) کی شراب بہا دے یا اس کا خنزیر قتل کر دے تو وہ ضمان دے گا۔

امام ابن قدامہ حنبلی (م: ۶۲۰ھ) نے کہا ہے کہ غیر مسلم شہری کا مال چوری کرنے والے پر اسی طرح حد عائد ہوگی

_____ ماہنامہ الشریعہ (۲۰) نومبر ۲۰۱۲ _____

جس طرح مسلمان کا مال چوری کرنے والے پر ہوتی ہے۔ ان کے الفاظ اس طرح ہیں۔

ويقطع المسلم بسرقة مال المسلم والذمي (۱۵)

علامہ ابن حزم (م: ۴۵۶ھ) بیان کرتے ہیں:

ولم يات نهى قط عن قطع يدمن سرق مال كافر ذمي (۱۶)

"جس شخص نے کسی کافر ذمی کا مال چوری کیا اس کا ہاتھ کاٹنے کی نفی کہیں وارد نہیں ہوئی"

اسلام میں جیسے مسلمان کی عزت و آبرو کی تذلیل حرام ہے ویسے ہی غیر مسلم شہری کی عزت کو پامال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

ایک دفعہ گورنر مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے ایک غیر مسلم کو ناحق سزا دی۔ خلیفہ وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جب اس کی شکایت کی گئی تو انہوں نے سرعام گورنر مصر کے بیٹے کو اس غیر مسلم مصری سے سزا دلوائی اور یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا:

مذكم تعبدتم الناس وقد ولد تههم امهاتهم احرار؟ (۱۷)

"تم نے کب سے لوگوں کو اپنا غلام سمجھ لیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا؟"

آیات قرآنی، احادیث مبارکہ، صحابہ کرام اور فقہائے امت کے اقوال کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی غیر مسلم شہری کو محض اس کے غیر مسلم ہونے کی بنا پر قتل کر دے یا اس کا مال لوٹے یا اس کی عزت پامال کرے یا اس کی عبادت گاہ کو نقصان پہنچائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمادیا کہ:

من قتل معاهداً في غير كنهه حرم الله عليه الجنة (۱۸)

"جس نے معاهد کو بلا وجہ قتل کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی۔"

اسلام نے جہاں غیر مسلموں کی تکریم کا درس دیا ہے وہیں ایک مسلمان کی عزت، جان اور مال کا احترام کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کی حرمت کو کعبے کی حرمت سے زیادہ محترم قرار دیا ہے۔ امام ابن ماجہ (م: ۲۴۳ھ) سے مروی حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو:

حدثنا عبد الله بن عمرو قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يطوف بالكعبة ويقول: ما أطيبك وأطيب ريحك، ما أعظمك وأعظم حرمتك، والذي نفس محمد بيده، لحرمة المومن أعظم عند الله حرمة منك، ماله ودمه وإن نظن به الا خيراً (۱۹)

"حضرت عبد اللہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا: (اے کعبہ) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے۔ ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہیے۔"

_____ ماہنامہ الشریعہ (۲۱) نومبر ۲۰۱۲ _____

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ ایک مومن کے جان و مال کی قدر و قیمت کو واضح کر رہی ہے۔ آتشیں اسلحہ سے لوگوں کو قتل کرنا تو بہت بڑا اقدام ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام کو اپنے مسلمان بھائی کی طرف اسلحہ سے محض اشارہ کرنے والے کو بھی ملعون و مردود قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

من اشار الى اخيه بحديدة فان الملا لكة تلعه حتى يدعه، وان كان اخاه لاييه وامه (۲۰)

”جو شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے ہیں جب تک وہ اس اشارہ کو ترک نہیں کرتا خواہ وہ اس کا حقیقی بھائی (ہی کیوں نہ) ہو۔“
زبان سے دوسرے مسلمانوں کو اذیت پہنچانے سے منع کیا گیا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا (۲۱)

”اور تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے۔“
آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده (۲۲)

”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔“
اگر مسلمانوں اور غیر مسلموں کی جنگ ہو رہی ہو اور دوران جنگ ایک غیر مسلم کلمہ پڑھ لے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ مسلمانوں کو یہ بدگمانی کرنے کی اجازت نہیں ہے کہ اس کافر نے جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھا ہے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ کریں جس میں حضرت اسامہ بن زید بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الحرقه، فصبحنا القوم فهزمناهم والحققت انا ورجل من الانصار رجلا منهم، فلما غشيناه قال: لا اله الا الله، فكف الانصارى، فطعنته برمحى حتى قتلتها، فلما قدمنا بلغ النبى صلى الله عليه وسلم فقال: يا اسامة، اقتلتها بعد ما قال: لا اله الا الله؟ قلت: كان متعوذاً، فما زال يكررها حتى تمنيت انى لم اكن اسلمت قبل ذلك اليوم (۲۳)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جہاد کے لیے مقام حرقہ کی طرف روانہ کیا۔ ہم صبح وہاں پہنچے اور (شدید لڑائی کے بعد) انہیں شکست دے دی۔ میں نے اور ایک انصاری صحابی نے مل کر اس قبیلہ کے ایک شخص کو گھیر لیا، جب ہم اس پر غالب آگئے تو اس نے کہا: لا اله الا الله۔ انصاری تو (اس کی زبان سے کلمہ سن) کر الگ ہو گیا لیکن میں نے نیزہ مار کر اسے ہلاک کر ڈالا۔ جب ہم واپس آئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس واقعہ کی خبر ہو چکی تھی۔ آپ نے فرمایا: اے اسامہ! تم نے اسے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کیا؟ میں نے عرض کیا: اس نے جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ کلمات دہرا رہے تھے اور میں افسوس کر رہا تھا کہ کاش آج سے پہلے میں اسلام

_____ ماہنامہ الشریعہ (۲۲) نومبر ۲۰۱۲ _____

نہ لایا ہوتا۔“

پرامن شہریوں اور بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام کرنے والے مسلمانوں کو اس فرمان رسول پر ضرور غور کرنا چاہیے کہ جب حالت جنگ میں موت کے ڈر سے کلمہ پڑھے والے دشمن کو بھی امان حاصل ہے تو کلمہ گو بے گناہ مسلمانوں کو قتل کرنا کتنا بڑا جرم ہوگا؟

جو لوگ مسلمانوں کے قتل میں کسی بھی قسم کی معاونت کرتے ہیں، ان کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اعان علی قتل مو من بشطر کلمۃ ، لقی اللہ عزوجل ، مکتوب بین عینیہ: آیس من رحمۃ اللہ (۲۴)

”جس شخص نے چند کلمات کے ذریعے بھی کسی مومن کے قتل میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہوگا: آیس من رحمۃ اللہ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس شخص)۔“

محولہ بالا حقائق اس حقیقت کو واضح کر رہے ہیں کہ اسلام میں انسانی جان، مال اور عزت کو بے حد احترام دیا گیا ہے۔ خواہ یہ جان، مال اور عزت مسلمانوں کی ہو خواہ غیر مسلم کی۔ یہ بدقسمتی ہے کہ امت مسلمہ اسلام کی اصل تعلیمات سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ دہشت گردی، قتل و غارت اور عدم برداشت کے جذبات پروان چڑھ رہے ہیں۔ جن کی وجہ سے عالمی دنیا میں مسلمانوں کا وقار روز بروز گرتا جا رہا ہے۔ اگر امت مسلمہ اپنا کھویا ہوا مقام پھر سے حاصل کرنا چاہتی ہے تو اسے انسانی جان، مال اور عزت کا احترام کرنا ہوگا۔ نیز درج ذیل امور کی طرف توجہ دینا ہوگی۔

۱۔ اسلام ہماری شناخت اور تشخص ہے۔ ہمیں یہ بات دنیا کو بتاتے ہوئے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ دنیا کو دو ٹوک انداز میں بتانا ہوگا کہ ہم اول و آخر اپنے رب کے مطیع ہیں۔ احساس کمتری کو ختم کرنا ہوگا۔

۲۔ تعلیم اور تحقیق کے میدان میں امت مسلمہ زوال کا شکار ہے۔ روزنامہ جنگ، لاہور کی ۲۴ اپریل ۲۰۱۲ء کی درج ذیل رپورٹ ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے:

”برطانیہ و امریکہ کی درسگاہیں 10 بہترین جامعات قرار پائیں جبکہ ان میں کوئی مسلم ملک شامل نہیں۔ کیمبرج معمولی فرق سے پہلی معیاری یونیورسٹی قرار پائی۔ ہارورڈ کا دوسرا نمبر ہے۔ ۴۰۰، بہترین جامعات میں پاکستان کا کوئی ادارہ شامل نہیں۔ اسلامی ملکوں میں ۵۸۰ اور صرف بھارت میں ۵۸۳ یونیورسٹیاں ہیں۔ ایشیا میں چین، کوریا، بھارت جامعات پر سب سے زیادہ سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ امریکی جریدے ”یو ایس نیوز اینڈ ورلڈ رپورٹ“ نے یہ درجہ بندی تعلیم اور کیریئر پر تحقیق کرنے والے بین الاقوامی ادارے کو نیک کیورلی سیموننگ سے کرائی ہے۔“ (۲۵)

حصول ترقی کے لیے ضروری ہے کہ مسلمانوں میں رائج نظام تعلیم میں مثبت تبدیلیاں لائی جائیں تاکہ اسلامی معاشرے میں اعلیٰ جدید تعلیم یافتہ ماہرین تیار ہوں جو نئی ایجادات کی قدرت رکھتے ہوں۔

۳۔ اسلامی دنیا وسائل سے مالا مال ہے۔ یہ خزانے امت کے میدانوں اور پہاڑوں میں، اس کی وادیوں اور صحراؤں میں، اس کے سمندروں اور دریاؤں میں بکھرے پڑے ہیں۔ ہماری جغرافیائی اہمیت بھی اپنی جگہ مسلمہ ہے۔

_____ ماہنامہ الشریعہ (۲۳) نومبر ۲۰۱۲ _____

ضرورت اس بات کی ہے کہ وسائل کو بہتر طریقے سے استعمال میں لایا جائے۔

۴۔ ترقی کے حصول کے لیے معاشرتی ظلم و زیادتیوں کو ختم کرنا ہوگا۔

۵۔ خواتین کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے انہیں صحیح مقام و مرتبہ دیا جائے۔ خواتین کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ خواتین معاشرے کا عددی لحاظ سے نصف حصہ ہیں۔ گھر اور معاشرے پر ان کے براہ راست مثبت یا منفی ہر دو طرح سے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مسلمان مردوں کے لیے ضروری ہے کہ خواتین کے ساتھ ان کے اولین فریضے کی ادائیگی میں معاونت کریں جو گھر کی نگہداشت، خاوند کا خیال اور نسل انسانی کی تربیت کرنے کے اعلیٰ اعمال پر مشتمل ہے۔ اس میں دورائے نہیں (جنہوں نے تجربات کرنے تھے، کر لیے پھر بھی یہی نتیجہ نکلا) کہ خواتین سے یہ مقام کوئی اور نہیں لے سکتا اور نہ ہی اسے درست انداز سے ادا ہی کر سکتا ہے۔ لہذا خواتین کے ساتھ بھرپور تعاون کیا جانا چاہیے تاکہ وہ اچھی بیوی، بہترین ماں اور مفید شہری ثابت ہو سکیں۔

ہمیں ضرورت و مجبوری میں ان کے کام کرنے کے حق کو بھی تسلیم کرنا چاہیے۔ اگر خود انہیں یا ان کے افراد خاندان کو ان کی معاونت کی ضرورت ہو تو وہ باہر جا کر کام کر سکتی ہیں جیسے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے واقعے سے راہنمائی ملتی ہے جب کہ وہ بوڑھے تھے اور ان کی بیٹیاں بکریوں کو پانی پلانے کے لیے لے جاتی تھیں۔ علاوہ ازیں اگر معاشرے کو ان کے کام کی ضرورت ہو جیسے کہ عورتوں کا بچوں کو تعلیم دینا، عورتوں کو عورتوں کے علاج کے لیے تربیت لینا وغیرہ جیسے امور تو ان میں خواتین کو کام کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اگر خواتین کو درست مقام حاصل ہوگا تو خاندان خوش و خرم رہے گا اور زندگی پرسکون بسر ہوگی۔

۶۔ اتفاق و اتحاد کو فروغ دینا ہوگا۔ کٹی پھٹی اور بکھری امت کا کوئی مستقبل نہیں۔ کبھی یہ ایک تھی، اب مختلف اقوام کا مجموعہ بن چکی ہے جو الگ الگ گروہوں کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ یہ گروہ محض متفرق مجموعہ ہی نہیں ہیں بلکہ بار بار عملاً ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو جاتے ہیں اور اس طرح خود ہی ایک دوسرے کے غیظ و غضب کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ جبکہ موجودہ دور میں مختلف انجیال اقوام پرانے اختلافات، نسلی امتیازات، مذہبی لڑائیاں اور علاقائی جھگڑے کم سے کم کرنے پر کمر بستہ ہیں۔ ہم اس وقت تک عالمی سازشوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے جب تک اتفاق اور اتحاد کو فروغ نہ دیں۔ مندرجہ بالا نکات کو پیش نظر رکھ کر ہم بحیثیت امت ترقی کر سکتے ہیں ہم مادی، روحانی، تہذیبی، بشری ہر نوع کے خزانوں سے مالا مال ہیں۔ عین ممکن ہے کہ اکیسویں صدی میں ہم اپنی عظمت و رفعت کو پھر شوکت و رفعت کو بحال کر سکیں۔ دنیا کو اسلام کی طرف راغب کرنے کا سب سے بہتر راستہ یہ ہے کہ ہم اسلام پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ جہاں تک غیروں کی سازشوں کا تعلق ہے تو ہمارے لیے قرآن رہنمائی کر رہا ہے:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (۲۶)

”پکارو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور موعظہ حسنہ کے ساتھ اور ان (کج بحثوں) سے مجادلہ

کرو اس طور پر جو بہت عمدہ ہو۔“

اسلامی ملکوں کے سربراہان اور عوام کے لیے ضروری ہے کہ قول و فعل کے تضاد سے اپنے آپ کو بچائیں۔ حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو دھوکہ نہیں دیا۔ آپ نے زیر زمین کارروائیوں سے ہمیشہ اجتناب کیا اور وعدوں کو ایفا کرنے کا درس دیا۔ دنیا کی قیادت انہی کو ملتی ہے جو کردار اور علم و تحقیق میں نمونہ بنتے ہیں۔ ہمیں سورۃ الاحزاب کی اس آیت پر عمل کرنا چاہیے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۲۷)

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔"

حوالہ جات

1- www.worldometers.info/world-population

2- Muslimpopulation.com/world/

- ۳۔ ال عمران، ۱۱۰/۳
- ۴۔ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ (م: ۲۷۹ھ)، جامع الترمذی، ابواب الامثال عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء (فی) مثل ابن آدم واجله وأمله، حدیث نمبر ۲۸۷۷، ص: ۶۳۶، دار السلام للنشر والتوزیع، الرياض، ۱۴۲۰ھ
- ۵۔ المائدة، ۳/۵
- ۶۔ المائدة، ۳۲/۵
- ۷۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ (م: ۱۹۷۹ء)، تفہیم القرآن، ج: ۱، ص: ۳۶۴، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۹۱ء
- ۸۔ بخاری، محمد بن اسماعیل (م: ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب الخطبة ایام منی، حدیث نمبر ۱۷۳۹، ص: ۲۸۰، دار السلام للنشر والتوزیع، الرياض، ۱۴۱۹ھ
- ۹۔ الدارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن (م: ۲۵۵ھ)، سنن الدارمی، باب فی النھی عن قتل الرسل، ج: ۲، حدیث نمبر ۲۵۰۳، ص: ۳۰۷، دار الکتب العربی، بیروت، ۱۴۱۷ھ
- ۱۰۔ احمد بن حنبل (م: ۲۴۱ھ)، المسند، ج: ۱، حدیث نمبر ۲۷۳۱، ص: ۳۹۱، نشر السنۃ، ملتان، ۱۴۲۱ھ
- ۱۱۔ البقرة، ۱۸۸/۲
- ۱۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل (م: ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب الخطبة ایام منی، حدیث نمبر ۱۷۳۹، ص: ۲۸۱، دار السلام للنشر والتوزیع، الرياض، ۱۴۱۹ھ
- ۱۳۔ ابو یوسف، یحییٰ بن ابراہیم (م: ۱۸۲ھ)، کتاب الخراج، ص: ۷۲، دار المعرفۃ للطباعة والنشر، بیروت، لبنان، بن نداد
- ۱۴۔ ابن عابدین شامی محمد بن امین (م: ۱۴۵۲ھ)، رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار، کتاب الغصب، المجلد التاسع، ص: ۳۰۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۲ھ
- ۱۵۔ ابن قدامۃ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد (م: ۶۲۰ھ)، المغنی، کتاب الحدود، باب القطع فی السرقة، الجزء الثاني عشر، ص: ۳۱۵، دار الحدیث، القاہرہ، ۱۴۲۵ھ
- ۱۶۔ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد بن سعید (م: ۴۵۶ھ)، المحلی شرح المحلی، ج: ۱۳، ص: ۱۷۷، دار احیاء التراث

_____ ماہنامہ الشریعہ (۲۵) نومبر ۲۰۱۲ _____

- العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۱۸ھ۔
- ۱۷۔ الہندی، علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین (م: ۹۷۵ھ)، کتاب الفضائل / فضائل الصحابة، الجزء الثانی عشر، حدیث نمبر ۳۶۰۵، ص: ۲۹۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۲ھ
- ۱۸۔ الدارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن (م: ۲۵۵ھ)، سنن الدارمی، باب فی النہی عن قتل المعاهد، ج: ۲، حدیث نمبر ۲۴۰۹، ص: ۶۸۵، دار القلم، دمشق، ۱۴۱۷ھ
- ۱۹۔ ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید (م: ۲۷۳ھ)، السنن، ابواب الفتن، باب حرمة دم المؤمن وماله، حدیث نمبر ۳۹۳۲، ص: ۵۶۲، دار السلام للنشر والتوزیع، الرياض، ۱۴۲۰ھ
- ۲۰۔ مسلم بن حجاج (م: ۲۶۱ھ)، جامع الصحیح، کتاب البر والصلة والآداب، باب النہی عن اشارة بالسلاح الى مسلم، حدیث نمبر ۶۶۶۶، ص: ۱۱۴۳، دار السلام للنشر والتوزیع، الرياض، ۱۴۱۹ھ
- ۲۱۔ الحجرات، ۱۲/۴۹
- ۲۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل (م: ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، حدیث نمبر ۱۰، ص: ۵، دار السلام للنشر والتوزیع، الرياض، ۱۴۱۹ھ
- ۲۳۔ ایضاً، کتاب المغازی، باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامة بن زید الى الحرقات من جھینہ، حدیث نمبر ۴۲۶۹، ص: ۷۲۲، دار السلام للنشر والتوزیع، الرياض، ۱۴۱۹ھ
- ۲۴۔ ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید (م: ۲۷۳ھ)، السنن، ابواب الديات، باب التغلیظ فی قتل مسلم ظلماً، حدیث نمبر ۲۶۲۰، ص: ۳۷۶، دار السلام للنشر والتوزیع، الرياض، ۱۴۲۰ھ
- ۲۵۔ روزنامہ جنگ، لاہور، ۲۴ اپریل ۲۰۱۲ء، ص: ۱۲
- ۲۶۔ النحل، ۱۲۵/۱۶
- ۲۷۔ الاحزاب، ۳۱/۳۳

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

از: محدث دوراں، افتخار ماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

تلاش، جمع و ترتیب اور حواشی

مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی

[بڑے سائز کے ۶۰۰ سے زائد صفحات - قیمت: ۵۰۰ روپے]

مکتبہ امام اہل سنت پر دستیاب ہے

ماہنامہ الشریعہ (۲۶) نومبر ۲۰۱۲